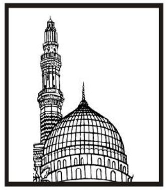

شمع رسالت صلی اللہ علیہ وسلم کے چھ پروانے

☆ آل انڈیا مسلم لیگ کے چھ ستون ☆ قائداعظم محمد علی جناحؒ کے چھ جانثار
☆ چھ معروف وممتاز نعت گوشاعر

مولانا محمد علی جوہرؒ

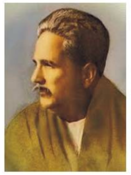
علامہ محمد اقبالؒ

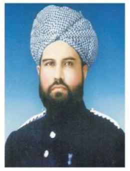
بہادر یار جنگؒ

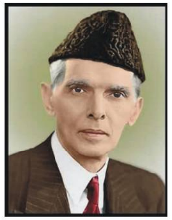
قائداعظمؒ

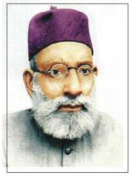
مولانا حسرت موہانیؒ

مولانا ظفر علی خانؒ

سردار عبدالرّب نشترؒ

غلام غلامانِ رسالتؐ
آزاد بن حیدر

جناح تھنکرز فورم

اقراء سینٹر، سرسیّد اُردو بازار، ناظم آباد نمبر 1، کراچی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

گزشتہ برس اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیبؐ کے صدقے میں خاکسار کو یہ توفیق بخشی کہ مختلف مذہبی کتابوں کے حوالے سے ایک رسالہ ''آمدِ مصطفےٰؐ'' کے نام سے شائع کیا اور پاکستان بھر میں اخبارات میں اشتہارات دے کر اسے مفت تقسیم کیا گیا۔ ربیع الاوّل کے مہینے میں روزانہ سینکڑوں خطوط آتے، شام کو اُن کے پتے ٹائپ کر کے رسالہ ارسال کیا جاتا رہا۔ اس سال ۳ر دسمبر ۲۰۱۵ء کو شیخ زید اسلامک ریسرچ سینٹر ''۳۶ ویں اعلیٰ حضرت امام احمد رضاؒ کانفرنس'' زیرِ اہتمام ادارۂ تحقیقاتِ امام احمد رضاؒ کا عظیم الشان انعقاد ہوا۔ صاحبزادہ سیّد وجاہت رسول قادری، پروفیسر ڈاکٹر مجید اللہ قادری اور ڈاکٹر ثاقب محمد خان کے علاوہ ادارے کے تمام اراکین نے بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔ امام احمد رضاؒ کو خراجِ عقیدت پیش کرنے کے لیے لاہور سے مہمان مقرر جناب اوریا مقبول جان خصوصی طور پر تشریف لائے۔ خاکسار نے بحیثیت مہمانِ خصوصی شرکت کرنے کی سعادت حاصل کی۔ یوں تو اعلیٰ حضرت امام احمد رضاؒ کی تصنیفات پر مصر، امریکہ، عرب ممالک کے علاوہ بھارت اور پاکستان میں درجنوں اسکالرز پی ایچ ڈی کر چکے ہیں اور یہ سلسلہ جاری وساری ہے۔ کانفرنس کے اختتام پر برادرم ڈاکٹر ثاقب محمد خان نے ایک سرکلر عطا فرمایا۔ جس میں اُنھوں نے اس خواہش کا اظہار کیا کہ کسی فورم کے تحت مطالعہ پاکستان پر سنجیدہ کوشش کی جائے تاکہ نئی نسل کو اپنی تاریخ سے آگاہی ہو سکے۔ اسی سلسلے میں خاکسار نے یہ ادنیٰ سی کاوش کی ہے کہ بانیانِ پاکستان کی اسلامی فکر اور حُبِّ رسولؐ کو نئی نسل سے متعارف کرایا جائے۔ وقت کی کمی کے باعث وہ حق ادا نہیں ہو سکا جو خاکسار کرنا چاہتا تھا۔ اگر قارئین کے پاس مندرجہ بالا نعت گو بانیانِ پاکستان کی کوئی نعتیں ہوں تو وہ ازراہِ کرم مجھے ارسال فرمائیں۔

غلامِ غلامانِ رسالتؐ

آزاد بن حیدر

۲۳ر دسمبر ۲۰۱۵ء/ ۱۱ر ربیع الاوّل ۱۴۳۷ھ

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ
وَّعَلٰى اٰلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّبَارِكْ وَسَلِّمْ

و احسن منک لم ترقط عینٌ   و اجمل منک لم تلد النساء
خلقت مبرء من کل عیب   کانک قد خلقت کما تشاء

(حسان بن ثابتؓ)

☆☆☆

بلغ العلٰی بِکمالہٖ   کشف الدجیٰ بجمالہٖ
حسنت جمیع خصالہٖ   صلّوا علیہ وآلہٖ

(شیخ سعدیؒ)

☆☆☆

مرحبا سیّدی مکی مدنی العربی   دل و جاں باد فدایت چہ عجب خوش لقبی
من بیدل بجمال تو عجب حیرانم   اللہ اللہ چہ جمالست بدیں بوالعجبی

(قدسؔی)

☆☆☆

جہاں روشن است از جمالِ محمدؐ   دلم زندہ شد از وصالِ محمدؐ
خوشا منبر و مسجد و خانقاہے   کہ در وی بود قیل و قالِ محمدؐ
بہ صدق و صفا گشتہ بے چارہ جامؔی   غلامِ غلاماں آلِ محمدؐ

(مولانا جامیؒ)

نواب سلیم اللہ خاںؒ آف ڈھاکہ (نعت خواں)

(۱۸۸۴ء-۱۹۱۵ء)

ڈھاکہ بھر میں میلاد النبیؐ کے جلسے سجاتے رہے۔ میلاد النبیؐ کے جلسوں میں نعت خوانی فرماتے رہے۔ آل انڈیا مسلم لیگ کے پہلے میزبان، مؤسس ومحرک

نواب سلیم اللہؒ کا ذاتی رُجحان کسی حد تک مذہب کی جانب زیادہ تھا اس لیے وہ ڈھاکہ کے قصبوں اور محلّوں میں محافلِ میلادؐ کا بڑی چاہت اور سرگرمی سے اہتمام کرتے تھے۔ یہی نہیں بلکہ میلادؐ کی کئی محفلوں میں انھوں نے خود بھی نعتیں پڑھنی شروع کردی تھیں۔ ان مذہبی مجالس میں جابجا جانے کے باعث ایک وقت ایسا آیا کہ نواب سلیم اللہؒ نے محسوس کرلیا کہ مسلمان اپنے مذہبی عقائد اور جذبات کے اعتبار سے بے حد قوی اور مستحکم ہیں، لیکن ان کی سیاسی تربیت کی بہرصورت ضرورت موجود ہے۔ لہٰذا ۱۹۰۳ء کے قریب نواب سلیم اللہؒ نے سیاسی اُمور اور حالات و واقعات میں دلچسپی لینی شروع کردی تھی۔ اس سیاسی رجحان کے پس منظر میں بھی دراصل انسانی ہمدردی اور محبت ہی کا جذبہ کارفرما تھا۔ اس کے جلد بعد نواب سلیم اللہؒ ملک کی سیاسی سرگرمیوں میں پوری پوری دلچسپی اور حصہ لینے لگے۔

۳۰ردسمبر ۱۹۰۶ء کو ڈھاکہ میں محمڈن ایجوکیشنل کانفرنس کا اجلاس منعقد ہوا۔ وقارالملکؒ نے اس اجلاس کی صدارت کے فرائض انجام دیے۔ وقارالملکؒ نے سب سے پہلے اس اجلاس کے انعقاد کی غرض وغایت بیان کی اور پھر بحث ومباحث کے بعد نواب خواجہ سلیم اللہؒ کی جانب سے ''دی آل انڈیا مسلم کنفیڈریسی'' کی اسکیم کے حوالے سے بات چیت ہوئی۔ پھر اس اجلاس میں نواب سلیم اللہؒ آف ڈھاکہ نے ایک سیاسی تنظیم بنانے کی قرارداد پیش کی۔ اس قرارداد کی سب سے پہلے حکیم اجمل خاںؒ نے تائید کی اور پھر مولانا محمد علیؒ، مولانا ظفر علی خاںؒ نے بھی اس قرارداد کی بھرپور حمایت کی۔ اس طرح مسلمان رہنماؤں کی مشترکہ رائے پر ''دی آل انڈیا مسلم کنفیڈریسی'' کے حوالے سے ایک جماعت ''آل انڈیا مسلم لیگ'' بنادی گئی۔

(اکابرینِ تحریکِ پاکستان، محمد علی چراغ، ص ۵۶۱ اور ۵۶۵، سنگ میل پبلی کیشنز، لاہور)

تنہائی کے سب دن ہیں تنہائی کی سب راتیں
اب ہونے لگیں ان سے خلوت میں ملاقاتیں
ہر آن تسلی ہے، ہر لحظہ تشفی ہے
ہر وقت ہے دلجوئی ہر دم ہیں مداراتیں
کوثر کے تقاضے ہیں، تسنیم کے وعدے ہیں
ہر روز یہی چرچے، ہر رات یہی باتیں
معراج کی سی حاصل سجدوں میں ہے کیفیت
اک فاسق و فاجر میں اور ایسی کراماتیں
بے مایہ سہی لیکن شاید وہ بلا بھیجیں
بھیجی ہیں درودوں کی کچھ ہم نے بھی سوغاتیں
شیطان کی چالوں سے اب ہو گئے سب واقف
اب ہوں گی الم نشرح ملعون کی سب گھاتیں
بیٹھا ہوا توبہ کی تو خیر منایا کر
ٹلتی نہیں یوں جوہؔر اس دیس کی برساتیں

☆☆☆

تشنہ لب ہوں مدتوں سے دیکھیے
کب درِ میخانۂ کوثر کھُلے

رونمائی کے لیے لایا ہوں جاں
اب تو شاید چہرۂ نور کھلے

(مولانا محمد علی جوہرؒ)

مولانا محمد علی جوہرؒ کے پیر و مرشد مولانا عبدالباری فرنگی محلیؒ (لکھنؤ)

زائرِ مدینہ

سب سمجھتے ہیں کہ تو شاد ہے مسرور ہے آج
کون کہتا ہے، دلا تو دل رنجور ہے آج

کلفتِ قطعِ منازل ہوئی کافور ہے آج
ہے مدینہ سے جو نزدیک تو سب دور ہے آج

اپنے پلّے کوئی سوغات نہیں اس کے سوا
نقد جان نذر کرائے دل یہی دستور ہے آج

سنگ در تک تو بہرکیف رسائی بخشی
دیکھوں کیا کیا مرے سرکار کو منظور ہے آج

آرزوہائے دو عالم تھیں اور اک دل کل تک
فقط اک تیری تمنا سے وہ معمور ہے آج

رقصِ بسمل کی ذرا دیر اجازت دیجیے
حسن مسئول نہیں، عشق بھی مجبور ہے آج

عشق خود بدعت و سرمایۂ صد بدعت ہے
رحم کر رحم، کہ عاشق ترا معذور ہے آج

اب بھی دیدار سے محروم ہی رکھے گا ہمیں
تھی جو اک حسرت پابوس بدستور ہے آج

بچ گیا بھی جو انالحق سے تو انت الحق ہے
میرے نعرے میں بھی کچھ مستیِ منصور ہے آج

لن ترانی کی یہاں بھی وہی آتی ہے صدا
بے گماں قبۂ خضریٰ شجرِ طور ہے آج

چھوڑ فقہی کے لیے مسئلۂ موت و حیات
ایک جلوہ ہے، عیاں تھا کبھی، مستور ہے آج

جس سے چہرے دمک اُٹھے تھے کبھی یثرب کے
دیکھو جوہؔر کی بھی آنکھوں میں وہی نور ہے آج

☆☆☆

تم یوں ہی سمجھنا کہ فنا میرے لیے ہے
پر غیب سے سامانِ بقا میرے لیے ہے

کیوں ایسے نبیؐ پر نہ فدا ہوں کہ جو فرمائے
اچھے تو سبھی کے ہیں برا میرے لیے ہے

اے شافع محشرؐ جو کرے توُ نہ شفاعت
پھر کون وہاں تیرے سوا میرے لیے ہے

(مولانا محمد علی جوہرؒ)

کافر ہنسی اُڑائیں خدا کے وعید کی — ساعت نہ یوں ٹلے گی عذابِ شدید کی
جب تک کہ دل سے محو نہ ہو کربلا کی یاد — ہم سے نہ ہو سکے گی اطاعت یزید کی
یہ راہِ خلد خود ہی نہ بھائے ہمیں مگر — دعوت تو سب کو دیتی ہے تربت شہید کی
قائل نہ ہم ہوں کیسے **مَعَ العُسر یُسر** کے؟ — اے دل مہِ صیام ہے تقریب عید کی
شکر خدا کہ جس نے پس از ظلمتِ فراق — پہلی جھلک دکھائی، یہ صبحِ اُمید کی
کیا دے صلہ صبا کو پیامِ بہار کا؟ — مرغِ قفس کی جان ہے نذر اس نوید کی
سائل کو اذن عام ہے اُس بارگاہ میں — کچھ پوچھ واں نہیں ہے قریب و بعید کی
تنہائی کیسی قید میں؟ ہے وہ جو ہم سخن! — کر تُو تلاوت اُس کے کلامِ مجید کی
تو جس کو مل گیا اُسے ہر چیز مل گئی! — بُڑھیا یہ گُر بتا گئی ہاروں رشید کی
ہے خواب میں بھی حسن پیمبرِ تجھے حجاب — جوہؔر کو آرزو ہی رہی تیری دید کی

☆☆☆

دورِ حیات آئے گا قاتل قضا کے بعد — ہے ابتدا ہماری تری انتہا کے بعد
جینا وہ کیا کہ دل میں نہ ہو تیری آرزو — باقی ہے موت ہی دل بے مدعا کے بعد
تجھ سے مقابلے کی کسے تاب ہے ولے — میرا لہو بھی خوب ہے تیری حنا کے بعد
اک شہر آرزو پہ بھی ہونا پڑا خجل — ھَلْ مِنْ مَّزِیْد کہتی ہے رحمت دعا کے بعد
لذت ہنوز مائدۂ عشق میں نہیں — آتا ہے لطف جرمِ تمنا سزا کے بعد
قتلِ حسینؓ اصل میں مرگِ یزید ہے — اسلام زندہ ہوتا ہے ہر کربلا کے بعد
غیروں پہ لطف ہم سے الگ حیف ہے اگر — یہ بے حجابیاں بھی ہوں عذرِ حیا کے بعد
ممکن ہے نالہ جبر سے رُک بھی سکے مگر — ہم پر تو ہے وفا کا تقاضا جفا کے بعد
ہے کس کے بل پہ حضرتِ جوہؔر یہ روکشی — ڈھونڈیں گے آپ کا سہارا خدا کے بعد

(مولانا محمد علی جوہرؒ) (خصوصی انتخاب)

مولانا محمد علی جوہرؒ کے پیرومرشد مولانا عبدالباری فرنگی محلیؒ (لکھنؤ)

اے مددگارِ غریباں، اے پناہِ بے کساں — اے نصیرِ عاجزاں اے مایۂ بے مایگاں
کارواں صبر و تحمل کا ہوا دل سے رواں — کہنے آیا ہوں میں اپنے درد و غم کی داستاں
ہے تری ذاتِ مبارک حلِّ مشکل کے لیے — نام ہے تیرا شفا دُکھے ہوئے دل کے لیے

☆☆☆

وہ دانائے سُبل ختم الرسل مولائے کل جس نے — غبارِ راہ کو بخشا فروغِ وادیٔ سینا
نگاہِ عشق و مستی میں وہی اوّل وہی آخر — وہی قرآں، وہی فرقاں، وہی یٰسیں، وہی طٰہٰ

☆☆☆

نہ کر تقلید اے جبریل میرے جذب و مستی کی — تن آساں عرشیوں کو ذکر و تسبیح و طواف اولیٰ
عجب کیا گر مہ و پرویں مرے نخچیر ہو جائیں — کہ بر فتراک صاحب دولتے بستم سرِ خود را

☆☆☆

سبق ملا ہے یہ معراجِ مصطفیٰ سے مجھے — کہ عالم بشریت کی زد میں ہے گردوں
عشق کی اک جست نے طے کر دیا قصہ تمام — اس زمین و آسماں کو بیکراں سمجھا تھا میں

☆☆☆

کی محمدؐ سے وفا تُو نے تو ہم تیرے ہیں — یہ جہاں چیز ہے کیا لوح و قلم تیرے ہیں

☆☆☆

قوتِ عشق سے ہر پست کو بالا کر دے — دہر میں اسم محمدؐ سے اُجالا کر دے

(علامہ محمد اقبالؒ)

علامہ محمد اقبالؒ سلسلہ قادریہ میں قاضی سلطان محمودؒ (آوان شریف) سے بیعت تھے۔

(قائداعظمؒ کا مسلک، سیّد صابر حسین شاہ بخاری، ص ۲۵۴)

لوح بھی تو قلم بھی تو تیرا وجود الکتاب　　گنبدِ آبگینہ رنگ تیرے محیط میں حباب
عالمِ آب و خاک میں تیرے ظہور سے فروغ　　ذرّہ ریگ کو دیا تو نے طلوعِ آفتاب
شوکتِ سنجر و سلیم تیرے جلال کی نمود　　فقرِ جنید و بایزید تیرا جمالِ بے نقاب
شوق ترا اگر نہ ہو میری نماز کا امام　　میرا قیام بھی حجاب میرا سجود بھی حجاب
تیری نگاہِ ناز سے دونوں مراد پا گئے　　عقلِ غیاب و جستجو عشقِ حضور و اضطراب

☆☆☆

ہو نہ یہ پھول تو بلبل کا ترنم بھی نہ ہو　　چمنِ دہر میں کلیوں کا تبسم بھی نہ ہو
یہ نہ ساقی ہو تو پھر مے بھی نہ ہو خم بھی نہ ہو　　بزمِ توحید بھی دُنیا میں نہ ہو تم بھی نہ ہو

☆☆☆

حضورؐ دہر میں آسودگی نہیں ملتی　　تلاش جس کی ہے وہ زندگی نہیں ملتی
ہزار لالہ و گل ہیں ریاضِ ہستی میں　　وفا کی جس میں ہو بُو وہ کلی نہیں ملتی
مگر میں نذر کو اک آبگینہ لایا ہوں　　جو چیز اس میں ہے جنت میں بھی نہیں ملتی
جھلکتی ہے تری اُمت کی آبرو اس میں　　طرابلس کے شہیدوں کا ہے لہو اس میں

☆☆☆

نگاہ عاشق کی دیکھ لیتی ہے پردۂ میم کو اٹھا کر
وہ بزمِ یثرب میں آ کے بیٹھیں ہزار منہ کو چھپا چھپا کر
جو تیرے کوچے کے ساکنوں کا فضائے جنت میں دل نہ بہلا
تسلیاں دے رہی ہیں حوریں خوشامدوں سے منا منا کر
شہیدِ عشقِ نبی کے مرنے میں بانکپن بھی ہیں سو طرح کے
اَجل بھی کہتی ہے زندہ باشی ہمارے مرنے پہ زہر کھا کے

ترے ثنا گو عروسِ رحمت سے چھیڑ کرتے ہیں روزِ محشر
کہ اس کو پیچھے لگا لیا ہے گناہ اپنے دکھا دکھا کر
بتائے دیتے ہیں اے صبا ہم یہ گلستانِ عرب کی بُو ہے
مگر نہ اب ہاتھ لا اِدھر کو وہیں سے لائی ہے تو اُڑا کر
شہیدِ عشقِ نبی ہوں میری لحد پہ شمعِ قمر جلے گی
اُٹھا کے لائیں گے خود فرشتے چراغ خورشید سے جلا کر
جسے محبت کا درد کہتے ہیں مایۂ زندگی ہے مجھ کو
یہ درد وہ ہے کہ میں نے رکھا ہے اس کو دل میں چھپا چھپا کر
اُڑا کے لائی ہے اے صبا تو جو بوئے زُلفِ معنبریں کو
ہمیں سے اچھی نہیں یہ باتیں خدا کی رہ میں بھی کچھ دیا کر
خیالِ راہِ عدم سے اقبالؔ تیرے در پر ہوا ہے حاضر
بغل میں زادِ عمل نہیں ہے صلہ میری نعت کا عطا کر

☆☆☆

سیّدِ ہجویر مخدومِ اُمم　　مرقدِ او پیر سنج را حرم
بند ہائے کوہسار آساں گسیخت　　در زمینِ ہند تخمِ سجدہ ریخت
عہدِ فاروق از جمالش تازہ شد　　حق ز حرفِ او بلند آوازہ شد
پاسبانِ عزتِ اُم الکتاب　　از نگاہش خانہ باطل خراب
خاکِ پنجاب از دمِ او زندہ گشت　　صبحِ ما از مہرِ او تابندہ گشت
عاشق و ہم قاصدِ طیارِ عشق　　از جبینش آشکار اسرارِ عشق

(علامہ محمد اقبالؒ)

☆

خواجہ معین الدین چشتیؒ کے بارے میں اقبالؒ کی کوئی مستقل نظم دستیاب نہیں مگر متفرق اشعار اور مکاتیب سے اقبالؒ کی خواجہ چشتؒ سے ارادت مندی کا اظہار ہوتا ہے۔ ایک شعر میں کہتے ہیں۔

دلِ بے تاب جا پہنچا دیارِ پیرِ سنجر میں
میسر ہے جہاں درمانِ درد و ناشکیبائی

☆☆☆

ایک بار اقبالؒ کے بھائی شیخ عطا محمد کسی مصیبت میں گرفتار ہو گئے تو اقبالؒ نے ایک التجائیہ نظم لکھ کر درگاہ حضرت خواجہ نظام الدین اولیاءؒ (دہلی) میں بھجوائی۔ اس نظم کے بعد شیخ عطا محمد کی وہ مصیبت ٹل گئی۔ یہ امر اور بھی حضرت محبوب الٰہیؒ سے علامہ اقبال کی عقیدت کے اضافے کا باعث بنا۔ اس نظم کے چند اشعار تبرکاً پیش ہیں۔

کیوں نہ ہوں ارماں مرے دل میں کلیم اللہ کے
طور در آغوش ہیں جلوے کلیم اللہ کے

میں تری درگاہ کی جانب جو نکلا لے اُڑا
آسماں تارے بنا کر میری گردِ راہ کے

تر جو تیرے آستانے کی تمنا میں ہوئی
اشک موتی بن گئے چشمِ تماشا خواہ کے

محوِ اظہارِ تمنائے دل ناکام ہوں
لاج رکھ لینا ترے اقبالؔ کا ہم نام ہوں

(علامہ محمد اقبالؒ)

☆

علامہ اقبالؒ امیر ملت حضرت پیر سیّد جماعت علی شاہ محدث علی پوریؒ کا غیر معمولی احترام مدنظر رکھتے تھے۔ حضرت محدث علی پوریؒ معروف پیر طریقت، شیخ الفقہ اور تحریک پاکستان کے نامور مجاہد تھے۔ قائد اعظمؒ اور علامہ اقبالؒ سمیت جملہ مسلم اکابرین آپ کی بے پناہ قدر و منزلت کو دل و جان میں بسائے رکھتے تھے۔ ایک مرتبہ محدث علی پوریؒ انجمن حمایت اسلام لاہور کے سالانہ اجلاس کی صدارت فرما رہے تھے تو علامہ اقبالؒ تشریف لائے اور آتے ہی محدث علی پوریؒ کے قدموں میں بیٹھ گئے۔ حضرت محدثؒ نے کرسی پر بیٹھنے کو کہا تو اُنھوں نے کہا کہ ”مجھے آپ کے قدموں میں جگہ ملی ہے میرے لیے یہی اعزاز کافی ہے۔“ اس پر محدث علی پوریؒ نے فرمایا ”جس کے قدموں میں اقبال ہو اُسے کیا پروا۔“ علامہ اقبال نے اس فقرے کا بہت لطف لیا اور فرطِ عقیدت سے امیر ملتؒ کے پاؤں پکڑ لیے۔

(جہانِ حمد، علامہ اقبال نمبر، ص ۲۴۳، اگست ۲۰۰۶ء)

(علامہ اقبالؒ نے جو تاریخی خطبہ الٰہ آباد میں دیا اُس کا متن داتا صاحبؒ کے دربار میں حاضری کے وقت ان کے ذہن نشین ہوا......آزاد بن حیدر)

☆☆☆

مناقب خلفائے راشدینؓ

صدیقؓ، عکسِ حسنِ کمالِ محمدؐ است — فاروقؓ ظلِّ جاہ و جلالِ محمدؐ است
عثماں، ضیائے شمعِ جمالِ محمدؐ است — حیدرؓ، بہارِ باغِ خصائلِ محمدؐ است
ایمانِ ما، اطاعتِ خلفائے راشدینؓ — اسلامِ ما، محبت آلِ محمدؐ است

(علامہ محمد اقبالؒ)

علامہ محمد اقبالؒ سلسلہ قادریہ میں قاضی سلطان محمودؒ (آوان شریف) سے بیعت تھے۔

(قائد اعظمؒ کا مسلک، سیّد صابر حسین شاہ بخاری، ص ۲۵۴)

نگاہِ یار جسے آشنائے راز کرے
وہ کیوں نہ خوبیٔ قسمت پہ اپنی ناز کرے

دلوں کو فکر دو عالم سے کردیا آزاد
ترے جنوں کا خدا سلسلہ دراز کرے

تیرے کرم کا سزاوار تو نہیں حسرتؔ
اب آگے تیری خوشی ہے جو سرفراز کرے

☆☆☆

غریبوں سے کہتی ہے رحمت یہ اُن کی
کہ ہیں بے نواؤں کے حاجت روا ہم

تری راہ میں مرمٹیں بھی تو کیا ہے
فنا ہو کے پائیں گے عیشِ بقا ہم

☆☆☆

پسند شوق ہے آب و ہوا مدینے کی
عجب بہار ہے صل علیٰ مدینے کی

بہ امتیاز بہ تخصیص خواب گاہِ رسولؐ
قلوب اہل ولا میں ہے جا مدینے کی

صعوبتوں میں بھی اک راحت سفر کی ہے شان
جو یاد رہتی ہے صبح و مسا مدینے کی

☆☆☆

پھر آنے لگیں شہر محبت کی ہوائیں
پھر پیشِ نظر ہوگئیں جنت کی فضائیں

اے قافلہ والو کہیں وہ گنبدِ خضراء
پھر آئے نظر ہم کو کہ تم کو بھی دکھائیں

ہاتھ آئے اگر خاک ترے نقشِ قدم کی
سر پر کبھی رکھیں، کبھی آنکھوں سے لگائیں

☆☆☆

فنا ہی بقا ہے مسلکِ عاشقی میں
اگر رونما ہو دیارِ نبیؐ میں

کھنچ گئی نورِ علیٰ نور کی تصویر جمیل
بعد کعبہ کے جو آنکھوں نے مدینہ دیکھا

ترے در کی خاک ہوکر دو جہاں میں نام کرتے
ابھی اور بھی وہیں ہم کوئی دن قیام کرتے

تری نذر کو لائے ہیں نقد جاں ہم
بہ صد عذر خواہی بصد شرم ساری

(مولانا حسرت موہانیؒ)

مولانا حسرت موہانیؒ کے پیرو مرشد مولانا عبدالباری فرنگی محلیؒ (لکھنؤ)

زاہدوں میں بہ حرم حُبِّ رسولؐ
دور پہونچی ہے میری رسوائی

حُبّ حق کے ہے برابر حاصل دنیا و دیں
حُبِّ آلِ مصطفیٰؐ و حُبِّ خیرالمرسلینؐ

حاضرِ دربار ہے حسرتؔ بہ اُمیدِ قبول
یا شفیع المذنبینؐ یا رحمۃ للعالمینؐ

☆☆☆

خیالِ غیر کو دل سے مٹا دو یا رسول اللہؐ
خرد کو اپنا دیوانہ بنا دو یارسول اللہؐ

تجلی طور پر جس نور کی دیکھی تھی موسیٰ نے
ہمیں بھی اِک جھلک اس کی دکھادو یارسول اللہؐ

علیؓ آگاہ جس سے ہو کے بابِ علم کہلائے
وہ رازِ عشق ہم کو بھی بتا دو یارسول اللہؐ

حسینؓ ابن علیؓ کے صبر نے جس کے مزے لوٹے
ہمیں بھی اس بلا کا حوصلہ دو یا رسول اللہؐ

تمنا ہے محبت کی بقائے غوثِ اعظمؒ کی
اسے بغداد کا رستہ دکھا دو یارسول اللہؐ

گرفتارانِ باطل ہیں طلب ہے حق نمائی کی
ہمیں عبدالصمد سا رہنما دو یا رسول اللہؐ

☆☆☆

پھر کیوں تری طلب میں نہ ہوں جان و دل فدا
جب مانتے ہیں سب کہ یہ نعمت ہے بے بہا

دنیا سے منہ کو موڑ کے اے محوِ ذات حق
ہم عاصیوں کے پاس کبھی خواب میں تو آ

کیا کیا ہیں کیا بتاؤں مرے دل کی خواہشیں
وابستہ تیری ذات سے اے جانِ مدعا

☆☆☆

السلام اے شہہ بشیر و نذیر
داعی و شاہد و سراج منیر

آرزو ہے کہ نامِ پاکِ حضورؐ
کاش وردِ زباں ہو وقتِ اخیر

سلام علیک اے جوار مدینہ
جوار سراپا بہارِ مدینہ

☆☆☆

حشر میں تاب جہنم سے مفر اور کہاں
اہل عصیاں کو ترے سایۂ رحمت کے سوا

اس حسن بے عدیل کی ہو کیا صفت بیاں
پیدا ہیں جس کے نور سے انوارِ کبریا

(مولانا حسرت موہانیؒ)

قابو میں نہیں ہے دل شیدائے مدینہ   کب دیکھیے بر آئے تمنائے مدینہ
خوشبوئے رسالتؐ سے ہے از بسکہ معطر   ہر ذرّہٗ آبادی و صحرائے مدینہ
ہے بے خودی عشق حقیقی کا شناسا   ہر دل کہ ہے مخمور تو لائے مدینہ
آتی ہے جو ہر شئے سے یہاں انس کی خوشبو   دنیائے محبت ہے کہ دنیائے مدینہ
ہے شام اگر گیسوئے احمدؐ کی سیاہی   تو نورِ خدا صبح دلآرائے مدینہ
اے وہ کہ سرورِ ابدی کا ہے طلب گار   پی ساغر دل سے مئے مینائے مدینہ
درغلبۂ اعدا سے نہ حسرتؔ کہ ہے نزدیک   فرمائیں مدد سیّد ولائے مدینہ

☆☆☆

مظہر شانِ کبریا صل علیٰ محمدؐ   آئینہ خدا نما صل علیٰ محمدؐ
موجب نازِ عارفاں، باعث فخر صادقاں   سرور و خیر انبیاء صل علیٰ محمدؐ
مرکزِ عشق دل کشا، مصدر حسن جانفزا   صورت و سیرت خدا صل علیٰ محمدؐ

☆☆☆

مدنی صبح کا عجب ہے ظہور   قابل دید ہے یہ بارش نور
لو مدینے کو پھر چلے حسرتؔ   دیدنی ہے یہ ماجرائے غریب

☆☆☆

جب دُور سے وہ گنبدِ خضریٰ نظر آیا   بہتا ہوا اِک نور کا دریا نظر آیا

☆☆☆

پھر یاد جو آئی ہے مدینے کی بلانے   کیا یاد کیا پھر مجھے شاہِ دوسرا نے
ایسا ہے تو پھر فکر ہے کیوں زادِ سفر کی   کیا غیب کے کُھل جائیں گے مجھ پر نہ خزانے
تھا شب کو جو میں حاضر دربارِ نبوتؐ   چھوڑا ہے اثر دل پہ عجب اس کی فضا نے

(مولانا حسرت موہانیؒ)

لاؤں کہاں سے حوصلہ آرزو سپاس کا   جبکہ صفا یار میں دخل نہ ہو قیاس کا
عشق میں تیرے دل ہوا ایک جہان بے خودی   جان خزینہ بن گئی حسرتؔ بے قیاس کا
لطف و عطائے یار کی عام ہیں بسکہ شہرتیں   قلب گناہگار میں نام نہیں ہراس کا
دل کو ہو تجھ سے واسطہ لب پہ ہو نام مصطفیؐ   وقت جب ہوئے اے خدا خاتمہ حواس کا
طے نہ کسی سے ہو سکا تیرے سوا معاملہ   جانِ اُمید وار کا حسرت محوِ یاس کا

☆☆☆

مونس بے کساں درود شریف   راحت عاشقاں درود شریف
طالبانِ وصال کو ہر دم   چاہیے بَر زباں درود شریف
میری جانب سے ان کے پاس ملک   لے چلے ارمغاں درود شریف
اسم اعظم ہے قیدیوں کے لیے   قید میں بے گماں درود شریف
وہ بھی یارب ہو دن کہیں کہ پڑھیں   ہو کہ ہم کامراں درود شریف
یہ بھی ایک فیضِ عشق ہے ورنہ   ہم کہاں اور کہاں درود شریف
شوق نام حضور کا حسرتؔ   بن گیا ترجماں درود شریف

☆☆☆

شوق پہنچا حد جنوں کے قریب   یہ ہوا داری دیارِ حبیبؐ
لے چلا پھر کشاں کشاں مجھ کو   دل اسی ارضِ محترم کے قریب
ان کی اس بندہ پروری کے نثار   ہم کہاں ورنہ اور کہاں یہ نصیب
خلد ہے کوئے یار ورنہ کہاں   یہ سکوں بخشیاں، یہ کیف، یہ طبیب
لو مدینے کو پھر چلے حسرتؔ   دیدنی ہے یہ ماجرائے غریب

(مولانا حسرت موہانیؒ)

مولانا حسرت موہانیؒ کے پیرومرشد مولانا عبدالباری فرنگی محلیؒ (لکھنؤ)

دل جس سے زندہ ہے وہ تمنا تمہی تو ہو — ہم جس میں بس رہے ہیں وہ دُنیا تمہی تو ہو

پھوٹا جو سینۂ شبِ تارِ الست سے — اس نورِ اوّلیں کا اُجالا تمہی تو ہو

سب کچھ تمہارے واسطے پیدا کیا گیا — سب غایتوں کی غایتِ اولیٰ تمہی تو ہو

جلتے ہیں جبرائیل کے پَر جس مقام پر — اس کی حقیقتوں کے شناسا تمہی تو ہو

جو ماسوا کی حد سے بھی آگے نکل گیا — وہ رہ نوردِ جادۂ اَسرار تمہی تو ہو

اُٹھ اُٹھ کے لے رہا ہے جو پہلو میں چٹکیاں — وہ درد دل میں کر گئے پیدا تمہی تو ہو

دُنیا میں رحمتِ دوجہاں اور کون ہے — جس کی نہیں نظیر وہ تنہا تمہی تو ہو

گرتے ہوؤں کو تھام لیا جس کے ہاتھ نے — اے تاجدارِ یثرب و بطحا تمہی تو ہو

☆☆☆

محمد مصطفیٰ گنجِ سعادت کے امیں تم ہو — شفیع المذنبیں ہو رحمۃ للعالمیں تم ہو

ہوئی تکمیلِ دیں تم پر کہ ختم المرسلیں تم ہو — رسالت ہے اگر انگشتری اس کے نگیں تم ہو

اگر پروردگارِ انس و جاں کو ہم نے پہچانا — بلاشبہ و بلاشک اس کی وجہِ اوّلیں تم ہو

تمہاری یاد ہو جس دل میں ایسے دل کا کیا کہنا — مکاں ہوگا عجب ہی شان کا جس کے مکیں تم ہو

ہوئی کافور ظلمت کفر کی جس کی شعاعوں سے — زمانے پر یہ روشن ہے کہ وہ مہرِ مبیں تم ہو

ہوا اسلام کا شرمندۂ احساں جہاں سارا — ہر اک اقلیم پر برسا گئے دُرِ ثمیں تم ہو

لقب خیرالامم جس کو دیا تاریخ عالم نے — اس اُمت کے نگہبان اس زمانے میں تمہیں تم ہو

محمدؐ کے تصدق میں تمہاری مغفرت ہوگی — اگر وابستۂ دامانِ ختم المرسلیںؐ تم ہو

(مولانا ظفر علی خانؒ)

وہ شمع اُجالا جس نے کیا چالیس برس تک غاروں میں
اک روز جھلکنے والی تھی سب دنیا کے درباروں میں

رحمت کی گھٹائیں پھیل گئیں افلاک کے گنبد گنبد پر
وحدت کی تجلی کوند گئی آفاق کے سینازاروں میں

گر ارض و سما کی محفل میں لولاک لما کا شور نہ ہو
یہ رنگ نہ ہو گلزاروں میں یہ نور نہ ہو سیاروں میں

جو فلسفیوں سے کھل نہ سکا اور نکتہ وروں سے حل نہ ہوا
وہ راز اِک کملی والے نے بتلا دیا چند اشاروں میں

وہ جنس نہیں ایمان جسے لے آئیں دکانِ فلسفہ سے
ڈھونڈے سے ملے گی عاقل کو یہ قرآں کے سی پاروں میں

ہیں کرنیں ایک ہی مشعل کی، بوبکرؓ و عمرؓ، عثمانؓ و علیؓ
ہم مرتبہ ہیں یارانِ نبیؐ کچھ فرق نہیں ان چاروں میں

ہم حق کے علمبرداروں کا ہے اب بھی نرالا ٹھاٹھ وہی
بادل کی گرج تکبیروں میں، بجلی کی تڑپ تلواروں میں

☆☆☆

نماز اچھی، حج اچھا، روزہ اچھا اور زکوٰۃ اچھی
مگر میں باوجود اس کے مسلماں ہو نہیں سکتا

نہ جب تک کٹ مروں میں خواجۂ یثرب کی عزت پر
خدا شاہد ہے کامل میرا ایماں ہو نہیں سکتا

(مولانا ظفر علی خانؒ)

☆☆

تمہارا قافلہ کچھ لٹ چکا اور کچھ ہے لٹنے کو   رسول اللہؐ کو اس کی خبر بادِ صبا کردے

نکل آنے کو ہے سورج کہ مشرق میں اُجالا ہو   برس جانے کو ہے بادل کہ گلشن کو ہرا کردے

☆☆☆

بپتا سنائیں جا کے تمہارے سوا کہاں   ہم بیکسانِ ہند کے ملجا تمہی تو ہو

☆☆☆

کفر اگر پرچم کشا ہے اس کے ہم ہیں ذمہ دار   سربلندی دینِ قیم کے نشاں کی تجھ سے ہے

☆☆☆

عبث ناز کرتے ہیں ہم ابتدا پر   ہمیں دیکھنا چاہیے انتہا کو

عمل گر یہی ہیں تو ہم حشر کے دن   دکھائیں گے منہ جا کے کیا مصطفیٰؐ کو

☆☆☆

یہاں تک لکھ چکا تھا میں کہ یثرب سے ندا آئی   یہ نابینا ہیں یارب مرحمت کر ان کو بینائی

عطا کر اگلے وقتوں کی بلندی اُن کی ہمت کو   اور ان کے بازوؤں کو بخش پہلی سی توانائی

پرایوں کی غلامی سے انھیں آزاد کر یارب   بجے ان کی حویلی میں پھر آزادی کی شہنائی

☆☆☆

اٹھاؤ نہ دریا کی لہروں کے احساں   جہازوں کو پھر خشکیوں پر چلاؤ

مٹا دو عجم اور عرب کی رقابت   جہاں میں بساطِ اُخوت بچھاؤ

علم ہاتھ میں لے کے دینِ ہدیٰ کا   سرا چیں کا پھر اندلس سے ملاؤ

☆☆☆

یثرب سے آج بھی یہ صدا گونجتی سنو   وہ جو خدا کے ہو گئے اُن کا خدا ہوا

(مولانا ظفر علی خانؒ)

الٰہی برقِ غیرت کی تڑپ مجھ کو عطا کردے   مجھے آتش زیر پا کو ساتھ ہی آتش نوا کردے

میری تقریر سحر آلود میں کر وہ اثر پیدا   کہ اہلِ درد کے حلقوں میں اک محشر بپا کردے

دیا ہے علم اگر تو نے تو ساتھ اس کے عمل بھی ہو   کہ شرحِ لیس الانسانِ الا ماسعٰی کردے

بتا دوں گا کہ خاکِ ہند یوں اکسیر بنتی ہے   مری پلکوں کو جاروبِ حریم مصطفیٰؐ کردے

☆☆☆

ترک کر تقلید آبا بن خلیل اور بُت کو توڑ   ماسوا کو چھوڑ رب العالمیں سے رشتہ جوڑ

یاد کر بھولا ہوا وَالرُّجزَ فَاھجُر کا سبق   شرک کی رسموں سے باز آ کفر کی ریتوں کو چھوڑ

☆☆☆

غلامی کر محمدؐ مصطفیٰ کی   گدائی چھوڑ دے سلطان ہو جا

☆☆☆

جو کرنی ہے جہانگیری محمدؐ کی غلامی کر   عرب کا تاج سر پر رکھ خداوندِ عجم ہو جا

ہو سرکش سرو کی مانند اگر باطل نکالے سَر   اگر حق آگے آئے ماہِ نور کی طرح خم ہو جا

☆☆☆

سینکڑوں طوفاں ہیں پنہاں جس کی اک اک موج میں
اُس سمندر سے مسلمانوں کا بیڑا پار کر
جو سزا چاہیے انھیں دے لے کہ تو مختار ہے
لیکن اپنوں کو نہ غیروں کی نظر میں خوار کر
ہند کو بھی اے خدا قیدِ غلامی سے چھڑا
اپنے گھر کا ہم کو بھی مالک بنا، مختار کر

(مولانا ظفر علی خانؒ)

اے کہ تیرے وجود پر خالقِ دوجہاں کو ناز
اے کہ تیرا وجود ہے، وجہِ وجودِ کائنات

اے کہ تیرا سرِ نیاز، حدِّ کمالِ بندگی
اے کہ تیرا مقامِ عشق، قربِ تمام عینِ ذات

اے کہ تیری زبان سے ربِّ قدیر گُل فشاں
وحیٔ خدائے لم یزل، تھی تیری ایک ایک بات

اے کہ تو فخرِ آدمی، واقفِ سرِّ عالمی
لوح وقلم سے بے نیاز، تیرے علومِ شش جہات

تیرے بیاں سے کُھل گئیں، ترے عمل سے حل ہوئیں
منطقیوں کی اُلجھنیں، فلسفیوں کی مشکلات

خوگرِ بندگی جو تھے ، تیرے طفیل میں ہوئے
مالکِ مصر و کاشغر، وارثِ دجلہ و فرات

مدحتِ شاہِ دوسرا مجھ سے بیاں ہو کس طرح
تنگ میرے تصورات ، پست مرے تخیلات

(خلق،نواب بہادر یار جنگ)

بہادر یار جنگؒ کے دو معرکۃ الآراء خطبات

تبلیغ دین: تبلیغ دین مسلمانوں کا فرض ہے،لیکن آج چند نفوسِ قدسیہ کو چھوڑ کر کتنے عامی نہیں علماء اس جانب متوجہ ہیں؟ لیکن یہ بے اعتنائی آج غلامی ہی کے دَور کی نہیں ہے بلکہ اس وقت بھی برتی گئی تھی جبکہ مسلمانوں کی حکومت ملکِ ہند میں شمال سے جنوب تک اور مشرق سے مغرب تک پھیلی ہوئی تھی۔ مغلیہ دَور میں تبلیغ کا کام حکومت کی جانب سے کتنا ہوا؟ صدہا برس کی حکومت، پھر غیر مسلموں کی اکثریت، آخر کیا معنی رکھتی ہے؟ ہمارا کہنا یہ نہیں کہ کیوں تلوار کے زور سے اسلام پھیلایا نہیں گیا بلکہ منشا یہ ہے کہ ”لااکراہ فی الدین“ کے قرآنی مسلک کو پیش نظر رکھ کر تبلیغ کے موثر سامان کیوں نہیں کیے گئے۔ یہ مسلمانوں کی تعداد جو اس وقت ہندوستان کے طول وعرض میں پھیلی ہوئی ہے، سب کی سب ”درآمد“ کا نتیجہ تو نہیں۔ ”درآمد“ تو بہت کم ہوئی، باقی سب تبلیغ ہی کا نتیجہ ہے۔ لیکن اس کا سہرا کن کے سر ہے؟ بادشاہوں کے یا بادشاہ نواز گلیم پوشوں کے؟ بابر، ہمایوں، شاہ جہان وغیرہ کے یا حضرت چشتیؒ، محبوب الٰہیؒ اور چراغ دہلویؒ وغیرہم کے؟ سلطان قلی قطب شاہ اور ابوالحسن تانا شاہؒ کے یا بابا شرف الدینؒ (حیدرآباد دکن) اور خواجہ گیسو درازؒ (گلبرگہ، حیدرآباد دکن) کے؟

جو کام شاہوں سے نہ ہوا وہ درویشوں نے کر دکھایا۔ وجہ یہ ہے کہ یہ کام پاک نفس، باخدا، صاحبِ عزیمت انسانوں کے کرنے کا ہے اور بڑی اہلیت چاہتا ہے۔ ع

یہ خاکِ پاک ہر نااہل سے چھانی نہیں جاتی

سیرت نبویؐ: سیرتِ نبویؐ شاہد ہے کہ یہ راہ بغیر آبلہ پائی کے طے نہیں ہوتی، پھر کبھی ترغیب کی بیڑیاں آگے بڑھنے سے روکتی ہیں، اور کبھی ترہیت کے آہنی قلعے، ارادوں کو پست کر دیتے ہیں......صاحبِ نظر عاشقِ سیرت نبویؐ بہادر یار جنگؒ کی زبانی حیاتِ طیبہ کے اس پہلو کو سنیئے۔

”آیئے ان کی حیاتِ طیبہ کے صرف اس پہلو پر غور کریں کہ آپ نے فریضۂ

بلاغ کو، جو ان کا مقصد حیات تھا اور صرف جس کے لیے وہ مبعوث کیے گئے تھے، کس طرح ادا کیا اور ہمارے لیے اپنی زندگی کا کیا نمونہ چھوڑ گئے۔

وہ محمد (ﷺ) جو عبداللہ کے یتیم کی حیثیت سے خاندانِ بنی ہاشم کے چشم و چراغ تھے، وہ محمدؐ جن کو عبدالمطلب کے پوتے اور بعد کو ابوطالب کے بھتیجے کی حیثیت سے کوئی کڑی نگاہوں سے نہ دیکھ سکتا تھا وہ محمدؐ جن کے حرب فجار میں تیر چن چن کر نبرد آزماؤں کو دینے کی ادا مکہ والوں کے دل چھین چکی تھی، وہ محمدؐ جن کا تنصیبِ حجرِ اسود کا فیصلہ سرکشان قریش کو اسیر کمند محبت کر چکا تھا، وہ محمدؐ جن کی صداقت کی قسم کھائی جاتی تھی، وہ محمدؐ جن کی امانت میں شبہ کرنا گناہ سمجھا جاتا تھا۔ جب خدا کے اس آخری پیغام کو سنانے کے لیے صفا کی چوٹیوں پر چڑھتے ہیں اور آلِ طالب کو آنے والے خطرات سے جو عذاب الٰہی کی صورت میں نمودار ہوتے ڈراتے ہیں تو تم نے دیکھا اور تاریخ نے شہادت دی کہ ان کے روئے انور پر مکہ کی خاک اُڑائی گئی، ان کے پائے نازک کی خارِ مغیلاں سے تواضع کی گئی، ان کی گردنِ اقدس پر اونٹ کی غلاظت بھری اوجھڑ رکھی گئی۔ خلیلؑ و ذبیحؑ کا وطن ان کے پوتے پر تنگ کر دیا گیا، ان کے سر کے لیے انعام مقرر کیے گئے..... کیا اِن سب باتوں میں چشمِ بینا کے لیے روشنی اور قلبِ فہیم کے لیے سبق نہیں ہے، کہ اس دنیا میں حق و صداقت کا پیغام پہنچانا، طاغوتی طاقتوں کو دعوتِ پیکار دینا ہے اور شیطان کی ذرّیات کو آمادۂ جنگ کرنا ہے۔''

(خطبۂ صدارت آل انڈیا تبلیغ اسلام کانفرنس، بمبئی ۱۹۳۸ء)

انجمن تبلیغ اسلام کا قیام: بہادر یار جنگؒ کی نگاہ میں تبلیغ اسلام کی اہمیت اور ضرورت اوّلین درجہ رکھتی تھی، چنانچہ اُنھوں نے ۱۹۲۷ء میں ایک ''مجلس انجمن تبلیغ اسلام'' کی بنا ڈالی اور مسلسل تین سال تک حیدرآباد کے گاؤں گاؤں اور قریہ قریہ کے دَورے کیے، مشقتیں برداشت کیں لیکن تبلیغ دین میں لگے رہے اور غرض نہ شہرت سے تھی نہ عزت وحشمت سے،

صرف شفقتِ انسانی کا جذبہ تھا جو نرم نرم بستروں اور عالی شان ڈیوڑھی سے نکال کر گاؤں گاؤں پھرا رہا تھا..... اس کی لذت انھیں کے دل کو معلوم!

بیس پچیس نہیں، سو، دو سو نہیں، بلکہ تقریباً پانچ ہزار بے دین اس مخلص مبلغ اسلام کے ذریعہ راہِ حق پر آ گئے۔ ایک کافر کو کوئی شخص مسلمان کر سکے تو اُخروی اجر کے کتنے سامان اس کے لیے مہیا ہو جاتے ہیں چہ جائیکہ یہاں تو ۵۰۰۰/افراد مسلمان ہو گئے، خود مرحوم تحدیثِ نعمت کے طور پر فرمایا کرتے تھے کہ ''الحمدللہ میرے ذریعہ پانچ ہزار (۵۰۰۰) افراد اسلام سے ہم آغوش ہوئے۔'' ..... اور بحیثیت مجموعی اس انجمن کے ذریعہ بیس ہزار (۲۰۰۰۰) غیر مسلم مشرف بہ اسلام ہو گئے تھے۔ بقول مولانا دریابادیؒ ''مرحوم کا کوئی ایک بھی دوسرا عمل صالح نہ ہوتا، تنہا یہی ایک عمل ان کے مرتبہ کو کس بلند سے بلند تر مقام تک پہنچانے کے لیے کافی نہیں؟''

(حیات بہادر یار جنگؒ، غلام محمد، ص ۵۸ تا ۶۱)

بہادر یار جنگ آل انڈیا مسلم اسٹیٹس لیگ کے اور مجلس اتحاد المسلمین حیدرآباد دکن کے صدر رہے۔ قائد اعظمؒ کی تقاریر کا اُردو میں فی البدیہہ ترجمہ کر کے گونگی مسلم لیگ کو زبان بخشی اور آپ کو لسان الأمت کا خطاب دیا گیا۔ (آزاد بن حیدر)

☆☆☆

بہادر یار جنگؒ نے ہر ہفتے درسِ اقبالؒ کا سلسلہ جاری کیا ہوا تھا۔ وہ فرماتے تھے کہ قرآن اور رسالت مآبؐ کے ادراک کے لیے علامہ اقبالؒ کا کلام پڑھنا ضروری ہے۔ مندرجہ ذیل اشعار جھوم جھوم کر پڑھتے تھے:

ہر کہ عشق مصطفیٰؐ سامانِ اوست — بحر و بر در گوشۂ دامانِ اوست

دَر دل مومن مقام مصطفیٰؐ است — آبروئے ما ز نامِ مصطفیٰؐ است

آشکارا دیدنش اسرائے ما — در ضمیرش مسجد اقصائے ما

☆☆☆

شب و روز مشغولِ صلِّ علیٰ ہوں
میں وہ چاکرِ خاتمِ انبیاء ہوں

نگاہ کرم سے نہ محروم رکھیو
تمہارا ہوں میں گر بھلا یا بُرا ہوں

میرے لحن پر شک داوٗد کو ہے
مدینے کی گلیوں کا نغمہ سرا ہوں

میں ہوں ہر دو عالم سے آزاد نشؔتر
گرفتارِ زلفِ رسولِؐ خدا ہوں

(سردار عبدالرّب نشترؒ)

''نشتر خدا پرست ہی نہیں، پیر پرست بھی ہیں۔ان کے روحانی مرشد حضرت شاہ محمد غوثؒ کا مزار دہلی دروازے کے باہر دفتر احرار کے بالمقابل واقع ہے اور ان کے مزار پر تاریخ وصال کا جو سنگی قطعہ لگا ہوا ہے وہ نشتر ہی کے فکر کا نتیجہ ہے۔''

(شورش کاشمیری، چہرے، کراچی، ۱۹۶۵ء، ص ۶۵) (قائداعظمؒ کا مسلک، سید صابر حسین شاہ بخاری، ص ۳۱۹)

قائداعظمؒ اور عید میلاد النبی ﷺ

قائداعظمؒ ابھی بہت چھوٹے تھے۔ان کے والدین کھارادر کراچی میں مقیم تھے۔ قریب ہی ایک مسجد سے جب صبح کی اذان ہوتی تو یہ اپنی اماں سے پوچھتے کہ یہ صبح صبح میرا نام لیا جاتا ہے۔اس کی کیا وجہ ہے؟ تو اُن کی اماں جواب دیتیں کہ بیٹے یہ اذان ہے اس میں اشھد الا الہ اللہ محمدؐ رسول اللہ کہا جاتا ہے۔ جب وہ کم عمری میں لندن گئے اور لنکنز اِن کے دروازے پر حضرت محمدؐ دنیا کے عظیم فقیہ کی حیثیت سے نام لکھا ہوا دیکھا تو اپنے گائیڈ کو فرمانے لگے کہ میں لنکنز اِن ہی میں داخلہ لوں گا۔ جوانی میں اُنھوں نے تھامس کارلائی کی کتاب "Hundred Great Men" پڑھی جس میں حضرت محمدؐ کی حیات و خدمات کے بارے میں سب سے پہلے صفحات میں ذکر کیا گیا تھا، وہ کتاب اکثر ان کے مطالعے میں رہتی۔ بمبئی میں اُن کے گھر کے قریب ہی ایک مسجد تھی جس میں جب اذان سنائی دیتی تو قائداعظمؒ وہیں نماز پڑھنے کے لیے جاتے۔

1937ء : قائداعظمؒ محمد علی جناحؒ کی زندگی کا ایک اور روشن اور تابندہ پہلو جو نہ صرف ان کی اسلامی فکر کی عکاسی کرتا ہے بلکہ سرورِ کائنات، محبوب خدا حضرت محمدؐ کی ذات والا صفات سے بے پناہ محبت اور شیفتگی کا جیتا جاگتا ثبوت ہے۔ وہ میلاد النبیؐ کی بابرکت تقریب ہے جس میں نہ صرف آپ نے شرکت فرمائی بلکہ ایک روح پرور، ایمان افروز اور فکر انگیز خطاب بھی فرمایا۔اس خطاب میں آپ نے نہ صرف ملت اسلامیہ پر خوابِ غفلت سے بیدار ہونے پر زور دیا بلکہ آقائے نامدار حضرت محمدؐ کے اسوۂ حسنہ پر کاربند اور عمل پیرا ہونے کی تلقین کی۔اس سلسلے میں پروفیسر شریف المجاہد تحریر کرتے ہیں:

"May (third week), 1937; Addressing a Prophet's Birthday meeting at Cowasji Jehangir Hall, Bombay, Mr. Muhammad Ali Jinnah, said that "the Prophet (PBUH) had given not only a RELIGION but also a CODE - a

CODE without any parallel. It was a moral, social, economic and political CODE, and that CODE has stood the brunt and test of the changing, times. But it was not use simply he had given and it was no use living on the past. He asked the audiience, "WHERE WE ARE?", and after a little pause replied, "WE ARE NOWHERE". He said they were unworthy of the great Man, who had left them that proud heritage, which stood for LIBERTY, FRATERNITY & EQUALITY." "Will you wake up?" he asked and appealed to the great assemblage of people "to redeem their" CHARACTER," and if they succeeded in doing so, the ased the audience to believe in him that there was no body who would touch them." *(Quaid-i-Azam and His Times, Vol.1, pp.348-349)*

5 فروری 1945 : قائداعظمؒ محمد علی جناح نے 5 فروری 1945ء کو مدیر مسلم ویوز (Muslim Views) بمبئی کے نام حسب ذیل پیغام عید میلاد النبیؐ کی مبارک تقریب پر ارسال فرمایا:

''آپ نے مجھ سے فرمائش کی ہے کہ میں آپ کو میلاد النبیؐ کی تقریب پر پیغام ارسال کروں۔ میں آج آپ کو اس کے سوا کیا پیغام دے سکتا ہوں کہ ساری دنیا میں مسلمانوں کو اسلام کی بہترین روایات کے مطابق زندگی بسر کرنا چاہیے۔ وہ دین جو ہمیں رسولؐ کی وساطت سے ملا ہے۔

اسلام اس دنیا میں آیا تا کہ یہاں جمہوریت، امن اور انصاف قائم کرے اور مظلوموں کے حقوق کا تحفظ کرے۔ یہ بنی نوع انسان کے لیے امیر اور غریب، بلند اور پست میں مساوات کا پیغام لایا۔ رسول اکرمؐ نے اپنی حیات طیبہ کا بیشتر حصہ نظریات کی خاطر لڑنے میں صرف کیا۔ پھر کیا یہ ہر مسلمان کا فریضہ نہیں ہے، کہ وہ جہاں کہیں بھی ہو، وہ ان

عظیم نظریات اور اسلام کی شاندار روایت کو برقرار رکھنے کے لیے اپنی بہترین کوشش صرف کر دے۔ انسانوں میں مساوات قائم کرے، انسان کے جائز حقوق کے حصول اور جمہوریت کے قیام کی خاطر لڑے؟ ہند میں ہم یہ یقین رکھتے ہیں کہ پاکستان ہمارا جائز مطالبہ ہے اور پیدائشی حق۔ ہم باور کرتے ہیں کہ یہ جمہوری اُصولوں اور انصاف کے عین مطابق ہے۔ لہٰذا ہم نے یہ عزم بالجزم کر رکھا ہے کہ ہم اس کے لیے لڑیں گے اور ان شاءاللہ کامیابی ہمارے قدم چومے گی۔ (قائداعظمؒ چیلنج سیکولرازم، آزاد بن حیدر، صفحہ 462-461)

بہادر یار جنگ مرحوم ۱۹۳۴ء میں عید میلاد النبیؐ کے ایک جلسہ میں قائداعظم محمد علی جناحؒ سے ملے۔ نواب بہادر یار جنگ بہت بڑے خطیب تھے اور ان کی خصوصیت یہی تھی کہ وہ عید میلاد النبیؐ کے ایمان افروز جلسوں میں بصیرت افروز خطاب کیا کرتے تھے۔ قائداعظمؒ سے مل کر آپ اتنے متاثر ہوئے کہ تحریک پاکستان میں قائداعظمؒ کے دست راست ثابت ہوئے۔ اسی جلسہ کے ضمن میں قائداعظمؒ کی تقریر کا تذکرہ کرتے ہوئے نواب بہادر یار جنگ خود فرماتے ہیں۔

''خطبہ صدارت ختم ہوا اور تکبیر کے نعروں میں محمد (ﷺ) اور علی (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کے ناموں سے نسبت رکھنے والا، عقل و دل کے جناحین پر خود بھی عرش کی سیر کرنے لگا اور اپنے سامعین کو بھی فرش سے بلند کرنے لگا۔ تقریر مختصر تھی جس کے ابتدائی جملے میرے لیے سند تھے اور آخری حصہ قانون محمدی (ﷺ) کا دنیا کے دیگر مشہور قوانین خصوصاً ''رومن لا'' سے تقابلی مطالعہ تھا۔ موجودہ قوانین کا ایک عالم متبحر جس کی زندگی ''رومن لا'' کی ذریت کو اپنی آغوش میں پرورش کرتے ہوئے گزری، جب قانون محمدی (ﷺ) کے گوشے کھولنے لگا تو آپ اندازہ کر سکتے ہیں کہ تعلیم مغرب کے شیدائیوں نے حسنِ محمدی (ﷺ) کے کیسے کیسے جلوے دیکھے ہوں گے۔''

(رضی حیدر، خواجہ: ''قائداعظمؒ خطوط کے آئینے میں''، کراچی، ۱۹۸۵ء، ص ۶۱)

قیام پاکستان کے بعد (۱۲؍ربیع الاوّل ۱۳۶۷ھ/ جنوری ۱۹۴۸ء) میں پہلی عید میلاد النبیؐ کے موقع پر کراچی بار ایسوسی ایشن میں حضور سرورِ کائنات، فخر موجوداتؐ سے اپنی عقیدت ومحبت کا اظہار کرتے ہوئے قائداعظمؒ یوں گویا ہوتے ہیں:

’’آج ہم لوگ یہاں ایک ’حقیر اجتماع‘ کی صورت میں اس عظیم ترین شخصیت (ﷺ) کو خراجِ عقیدت ادا کرنے کے لیے جمع ہوئے ہیں، جس (ﷺ) کی تقدیس نہ صرف یہ کہ کروڑوں دلوں میں موجزن ہے بلکہ جس (ﷺ) کے سامنے دنیا کی تمام بڑی شخصیتوں کا سر احترام واکرام سے بھی خم ہے۔ میں ایک عاجز، انتہائی خاکسار، بندہ ناچیز اتنی عظیم ہستیوں سے بھی عظیم ہستی (ﷺ) کو بھلا کیا اور کس طرح نذرانہ عقیدت پیش کر سکتا ہوں۔ حضور رسول اکرم (ﷺ) عظیم مصلح تھے...... عظیم معلّم تھے...... عظیم واضع قانون تھے...... عظیم مدبر تھے...... عظیم فرماں روا تھے...... جنہوں (ﷺ) نے بہترین حکومت کر کے دکھائی ہے۔ اس میں شک نہیں کہ بہت سے لوگ ایسے بھی ہیں کہ ہم جب اسلام کی گفتگو کرتے ہیں تو وہ اس کو بالکل نہیں سمجھتے لیکن حقیقت یہ ہے کہ اسلام صرف چند مناسک اور روایات اور روحانی تعلیمات ہی کا مجموعہ نہیں ہے۔ اسلام ایک مکمل ضابطہ حیات ہے جو ہر مسلمان کی زندگی کو مرتب و منظّم کرتا ہے اور اس کے طرزِ عمل کو درست رکھتا ہے۔ حتیٰ کہ سیاسیات اور معاشیات میں بھی وہی رہنمائی کرتا ہے۔ یہ ضابطہ حیات، عزت واحترام، دیانت، حسنِ عمل اور عدل وانصاف کے بلند ترین اُصولوں پر مبنی ہے۔ وحدت ربانی اور مساوات انسانی اسلام کے بنیادی اصولوں میں سے نہایت اہم اصول ہیں۔ اسلام میں آدمی، آدمی میں کوئی تفریق نہیں ہے۔ مساوات، حریت اور اُخوت اسلام کے بنیادی اصولوں میں سے ہیں۔ حضور مقبولؐ کی زندگی انتہائی سادہ تھی۔ آپؐ نے جس کام میں بھی ہاتھ ڈالا، کامیابی نے آپؐ کے قدم چومے۔ تجارت سے لے

کر حکمرانی اور فرمانروائی تک ہر شعبہ حیات میں آپؐ مکمل طور پر کامیاب رہے۔ حضور رسول اکرم (ﷺ) پوری دنیا کی عظیم ترین ہستی ہیں۔

(قائداعظم کا مسلک، سیّد صابر حسین شاہ بخاری، دینہ، صفحہ ۲۰۰)

شیخ القرآن علامہ عبدالغفور ہزارویؒ (وصال ۱۳۹۰ھ/ ۱۹۷۰ء) اہل سنت و جماعت کے ممتاز علماء میں سے ہیں۔ آپؒ بیک وقت عالم، فاضل، مولوی، صوفی، خطیب، مناظر، شاعر، مفسر، مدرّس اور سیاستدان تھے۔ بچپن ہی میں قبلہ عالم پیر سیّد مہر علی شاہ گولڑویؒ کے مرید بن گئے۔ سائیں گوہر دینؒ جینڈھیر شریف سے بھی فیض حاصل کیا۔ یہاں سے اجازت وخلافت ملی۔ بریلی شریف میں حجۃ الاسلام علامہ محمد حامد رضا خاں بریلویؒ (خلف اکبر اعلیٰ حضرت بریلویؒ) کے سامنے زانوئے تلمذ طے کیا۔ یہاں سے بھی اجازت وخلافت ملی۔ آپؒ نے آل انڈیا مسلم لیگ اور تحریک پاکستان کے لیے شب وروز وقف کر دیئے تھے۔ احرار پارٹی کا وزیر آباد میں زور تھا مگر آپؒ کے دم قدم سے ان کا زور ٹوٹ گیا۔ آپؒ نے قائداعظمؒ کو وزیر آباد میں مدعو کیا اور ایک بڑے اجتماع سے ان کا خطاب کرایا۔

(قائداعظم کا مسلک، سیّد صابر حسین شاہ بخاری، دینہ، صفحہ ۲۰۲)

’’میرے آباؤ اجداد لوہانہ راجپوت تھے۔ یہ پنجاب کے بعض حصوں بالخصوص ملتان میں ابھی تک آباد ہیں۔ میرے مورثِ اعلیٰ حضرت غوث اعظمؒ کے خاندان کے ایک معزز فرد پیر سید عبدالرزاق صاحب کے ہاتھ پر مشرف بہ اسلام ہوئے تھے۔ تجارت ان کا پیشہ تھا۔ اس لیے وہ خواجہ کہلاتے تھے لیکن بعد میں یہ لفظ بگڑ کر خوجہ ہو گیا۔ میں اور میرا تمام خاندان ہز ہائی نس آغا خان سوم کو اپنا پیر ومرشد سمجھتا تھا۔ لیکن میری بڑی بہن کی شادی کے موقع پر اختلاف رائے ہوا جس سے یہ رشتۂ عقیدت منقطع ہو گیا۔‘‘

(قائداعظمؒ چیلنج سیکولرازم، آزاد بن حیدر، صفحہ 22)

قائداعظمؒ کو خدمتِ اسلام کا جذبہ ورثہ میں ملا تھا۔ ان کے آباؤ اجداد نے مغل بادشاہ اکبر کے ’’دین الٰہی‘‘ کے خلاف امام ربانی شیخ احمد سرہندی مجدد الف ثانیؒ کی عظیم قیادت میں

لازوال اور قابل تقلید قربانیاں دی ہیں۔اسی بناء پر آپؒ کے اجداد حضرت مجدد الف ثانیؒ سے گہری عقیدت و محبت رکھتے تھے اور خود میں ایک قسم کی تشنگی اور کمی محسوس کرتے تاوقتیکہ وہ حضرت امام ربانی مجدد الف ثانیؒ کے مزار پُر انوار پر حاضری نہ دے لیں۔اس حقیقت کا انکشاف اہل سنت و جماعت کے مشہور خطیب، مسلم مسجد لاہور کے امام، تحریک پاکستان کے سرگرم مجاہد، قائد اعظمؒ کے مخلص معتمد اور مجلس شوریٰ کے سابق رکن مولانا محمد بخش مسلمؒ بی۔اے نے ایک یادگار انٹرویو میں فرمایا۔آپ فرماتے ہیں:

"میں ایک مرتبہ قائد اعظمؒ سے ملا تو میں نے پوچھا کہ "پاکستان کب بنے گا؟" انہوں نے کہا "یہ سوال بے معنی ہے۔ پاکستان اس وقت ہی بن گیا تھا جس وقت پہلا ہندو مسلمان ہو گیا تھا۔"میں نے کہا کہ "جس طرح برسوں پہلے آپ کے بزرگوں نے ہندوستان میں اسلام کو بچایا تھا۔اسی طرح آپ بھی آج کے دور میں اسلام کو بچا رہے ہیں۔" میری یہ بات سن کر انہوں نے اس کی وضاحت مانگی تو میں نے کہا کہ "مغل بادشاہ اکبر نے جب دین الٰہی کا آغاز کیا تھا۔حضرت مجدد الف ثانیؒ نے اس کی مخالفت کی تھی۔اس مخالفت میں وہ لوگ بھی پیش پیش تھے جو حضرت مجدد الف ثانیؒ سے بیعت تھے اور یہ لوگ آپ کے اجداد تھے۔" میری بات سن کر وہ سوچ میں پڑ گئے اور بولے۔"آج مجھے پتہ چلا ہے کہ میرے عزیز و اقارب سرہند جانا کیوں ضروری سمجھتے ہیں۔"

یہ حقیقت ہے کہ قائد اعظمؒ کے اجداد حضرت مجدد الف ثانیؒ سے گہری عقیدت رکھتے تھے اور اس وقت تک وہ اپنے آپ کو مکمل نہیں سمجھتے تھے جب تک وہ حضرت شیخ مجدد الف ثانیؒ کے مزار پر حاضری نہیں دے لیتے تھے۔"

(ماہنامہ "قومی ڈائجسٹ" لاہور، اگست ۱۹۸۳ء، ص ۲۰) (قائد اعظمؒ کا مسلک، سید صابر حسین شاہ بخاری، ص ۲۴۵-۲۴۷)

☆☆☆

بارگاہِ رسالت مآب ﷺ میں اعلیٰ حضرت امام احمد رضاؒ کا مقبول ترین سلام

مصطفیٰ جانِ رحمت پہ لاکھوں سلام
شمع بزمِ ہدایت پہ لاکھوں سلام

شہر یارِ ارم، تاج دارِ حرم
نو بہارِ شفاعت پہ لاکھوں سلام

فتح بابِ نبوت پہ بے حد درود
ختم دورِ رسالت پہ لاکھوں سلام

مجھ سے بے کس کی دولت پہ لاکھوں سلام
مجھ سے بے بس کی قوت پہ لاکھوں سلام

طائرانِ قدس جس کی ہیں قمریاں
اس سہی سرو قامت پہ لاکھوں سلام

جس کے ماتھے شفاعت کا سہرا رہا
اس جبینِ سعادت پہ لاکھوں سلام

جس طرف اُٹھ گئی ، دم میں دم آگیا
اس نگاہِ عنایت پہ لاکھوں سلام

وہ دہن جس کی ہر بات وحیِ خدا
چشمۂ علم و حکمت پہ لاکھوں سلام

وہ دُعا جس کا جوبن بہارِ قبول
اس نسیمِ اجابت پہ لاکھوں سلام

حجرِ اسودِ کعبۂ جان و دل
یعنی مہرِ نبوت پہ لاکھوں سلام

جس کے ہر خط میں موجِ کرم نور کی
اس کفِ بحرِ ہمت پہ لاکھوں سلام

کھائی قرآں نے خاکِ گزر کی قسم
اس کفِ پا کی حرمت پہ لاکھوں سلام

جس سہانی گھڑی چمکا طیبہ کا چاند
اس دل افروز ساعت پہ لاکھوں سلام

میٹھی میٹھی عبارت پہ شیریں درود
اچھی اچھی اشارت پہ لاکھوں سلام

الغرض ان کے ہر مُو پہ لاکھوں درود
ان کی ہر خُو و خصلت پہ لاکھوں سلام